احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

بدھ 18 جون 2008ء

روزنامہ الفضل

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

بدھ 18 جون 2008ء 13 جمادی الثانی 1429 ہجری 18 احسان 1387 ھش جلد 58-93 نمبر 137

الٰہی رہنمائی

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جس نے کسی کام کا ارادہ کیا اور اس بارہ میں مشورہ لیا اور اللہ کی خاطر اس کا فیصلہ کیا اسے بہترین معاملہ کی طرف رہنمائی کی گئی۔

(شعب الایمان بیہقی جلد6صفحہ 75طبع اولیٰ دارالکتب العلمیہ بیروت 1410ھ)

ربوہ سے روزنامہ الفضل کی اشاعت (1954ء) پر دو خصوصی پیغامات

اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے

روزنامہ الفضل 18 جون 1913ء کو قادیان سے جاری ہوا تھا قیام پاکستان کے بعد الفضل لاہور سے شائع ہوتا رہا جلسہ سالانہ 1954ء کے ایام میں لاہور سے ربوہ منتقل کر دیا گیا اور 31 دسمبر 1954ء سے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپنے لگا۔ اس طرح الفضل قریباً سات برس کے بعد دوبارہ مرکز احمدیت سے نکلنا شروع ہوا۔ جس پر احباب جماعت نے بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے نام خصوصی پیغامات دیئے۔ حضرت مصلح موعود کے پیغام کا متن یہ تھا:۔

حضرت مصلح موعود کا پیغام

''آج ربوہ سے اخبار شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ربوہ سے نکلنا مبارک کرے اور جب تک یہاں سے نکلنا مقدر ہے۔ اس کو اپنے صحیح فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔ اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے۔ اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔''

خاکسار مرزا محمود احمد

(الفضل 31دسمبر 1954ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ''الفضل کا دور جدید'' کے عنوان سے لکھا:۔

''الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ایک لمبے وقفہ کے بعد الفضل پھر مرکز سلسلہ سے نکلنا شروع ہو گیا ہے غالباً تر تالیس سال کا عرصہ گزرا کہ سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے الفضل کا اجراء ہوا۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد ہمارا یہ مرکزی اخبار خدا کے فضل سے مسلسل ترقی کرتا گیا۔ حتیٰ کہ ملکی تقسیم کے دھکے کے نتیجہ میں الفضل کو بھی جماعت کی اکثریت کے ساتھ قادیان سے نکلنا پڑا۔ جس کے بعد حالات کی مجبوری کے ماتحت وہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ یہ گویا اس کے لئے برزخ کا زمانہ تھا اب سات سال کے درمیانی زمانہ کے بعد الفضل پھر ربوہ یعنی مرکز سلسلہ نمبر 2 سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ الفضل کے اس نئے دور میں تمام جماعت کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں اور ہر مخلص احمدی کے دل سے یہ صدا اٹھ رہی ہے کہ مرکز سلسلہ کا یہ پودا جو گویا اب اپنے بلوغ کو پہنچ رہا ہے۔ بیش از بیش سُرعت کے ساتھ بڑھے اور پھلے اور پھولے اور اس کے پھلوں سے لوگ زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔ مگر اس تبدیلی کے نتیجہ میں جہاں جماعت کی یہ ذمہ داری بڑھ گئی ہے کہ وہ اپنے اس مرکزی اخبار کی اشاعت کی توسیع میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور مرکز کی ان صحافتی تاروں کو اور بھی زیادہ وسیع اور مضبوط کر دے جو اسے افراد جماعت کے ساتھ باندھ رہی ہیں۔ وہاں الفضل کے عملہ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف الفضل کو زیادہ سے زیادہ مفید اور دلکش بنائے بلکہ لاہور سے ربوہ کی طرف منتقل ہونے کے نتیجہ میں جو بعض مادی وسائل (کی) ترقی میں امکانی کمی آسکتی ہے اسے بیش از بیش توجہ اور کوشش کے ذریعہ کم نہ ہونے دے۔ اس زمانہ میں پریس کی اہمیت اور اس کے اثر کی وسعت ظاہر وعیاں ہے۔ سو اب یہ جماعت اور عملہ الفضل کا مشترکہ فرض ہے کہ وہ الفضل کو ہر جہت سے ترقی دے کر اسے ایک الٰہی جماعت کے شایان شان بنائے۔ و کان اللہ معنا اجمعین

(خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ 54-12-31)

(الفضل یکم جنوری 1955ء)

الفضل کا پہلا صفحہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ یو۔کے کی کلاس سے 17 مارچ 2007ء کو خطاب کرتے ہوئے دریافت فرمایا:۔

''الفضل ربوہ آتا ہے'' اور تلقین فرمائی کہ الفضل کا پہلا صفحہ ملفوظات والا پڑھا کرو۔ اگر کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے تو وہی پڑھو، رسالوں میں کوئی نہ کوئی اقتباس چھپا ہوتا ہے۔ اس میں سے پڑھا کرو۔ ابھی سے یادداشت میں فرق پڑ جائے گا اور عادت پڑ جائے گی''۔

جلسہ سالانہ امریکہ کے پروگرام

(پاکستانی وقت کے مطابق)

☆ 20 جون بروز جمعۃ المبارک

لائیو نشریات کا آغاز 11:00 بجے رات

☆ **خطبہ جمعہ حضور انور**

(پنسلوانیا سے Live) 12:00 بجے رات

☆ 21 جون بروز ہفتہ

خطبہ جمعہ حضور انور: 10:25 صبح (نشر مکرر)

نیز حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ دوپہر 2:30 بجے بھی نشر ہوگا۔

Live نشریات کا آغاز 8:45 شام

اس دوران حضور انور کا خطاب نشر ہوگا۔

☆ 22 جون بروز اتوار

لائیو نشریات کا آغاز 9:00 بجے رات

اسی دوران حضور انور کا اختتامی خطاب نشر ہوگا۔

احباب جماعت سے بھرپور استفادہ کی درخواست ہے۔ (نظارت اشاعت)

درخواست دعا

۞ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید بوجہ اسہال بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے احباب کرام سے ان کی کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل کی توسیع اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ (مینیجر الفضل)

مشعل راہ

الفضل خلیفۂ وقت کی آواز ہے

حضرت مصلح موعود نے 11 جنوری 1935ء کو تحریک جدید کے ضمن میں بعض سکیموں کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’جماعتوں کے سیکرٹریوں اور امراء کو چاہئے کہ وہ میرا یہ خطبہ لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں کیونکہ اس کے سوا میری آواز ان تک پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں کی جماعت ہے مگر اخبار ’’الفضل‘‘ کی اشاعت پندرہ سولہ سو کے درمیان رہتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا آدمی ہماری جماعت میں ایسے ہیں جن کے کانوں تک میری آواز نہیں پہنچتی۔ بنگالی اردو کا ایک حرف تک نہیں جانتے پس وہ ’’الفضل‘‘ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پھر ہمارے ملک میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ...... میں سے صرف تین چار فیصدی تعلیم یافتہ ہیں باقی چھیانوے ستانوے فیصدی ایسے لوگ ہیں جو پڑھے لکھے نہیں۔ پھر جو لوگ پڑھ بھی سکتے ہیں، ان میں سے کچھ غریب ہوتے ہیں اور وہ اپنی غربت کی وجہ سے اخبار نہیں منگوا سکتے۔ بہت سے سست ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو لکھے پڑھے ہونے کے باوجود اخبار نہیں منگواتے اور اگر ان کے قریب کوئی اور شخص اخبار منگواتا ہو تو اسی سے پوچھتے رہتے ہیں سنائیے ’’الفضل‘‘ میں سے کوئی تازہ بات۔ گویا وہ اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ اخبار لے کر پڑھ لیا۔ یا کسی دوسرے سے کوئی ایک آدھ خبر معلوم کر لی خود اس کو خریدنا ضروری نہیں سمجھتے۔ پس ان تمام لوگوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ یہ جماعت کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا ہفتہ میں کسی اور موقع پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنا دیا کریں بلکہ جماعت کا اصل کام یہی ہونا چاہئے اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ میرا خطبہ جمعہ تفصیلاً یا خلاصۃً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں۔

جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا لیکن میں نے دیکھا ہے سیکرٹریوں یا امراء کو یہ شوق ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ خود ہی خطبہ پڑھیں۔ مجھے کئی رپورٹیں ایسی آتی رہتی ہیں کہ جماعت کے لوگ بعض اہم خطبات کی نسبت چاہتے ہیں کہ ’’الفضل‘‘ سے پڑھ کر سنا دیئے جائیں مگر سیکرٹری یا امیر مصر ہوتے ہیں کہ نہیں وہ اپنا ہی خطبہ سنائیں گے۔ گویا وہ اپنی تقریر کے شوق اور لیڈری کی امنگ میں ان فوائد سے قوم کو محروم کر دیتے ہیں جو جماعت کے لئے ایسے ہی ضروری ہوتے ہیں جیسے بچہ کے لئے دودھ۔ پس چونکہ یہ نہایت ہی خطرناک پالیسی ہے اس لئے آئندہ جماعتوں کو چاہئے کہ جو خطبات میں پڑھوں انہیں وہ جب بھی موقع ملے جماعت کو سنا دیا کریں۔ جو زیادہ اہم ہوں انہیں تو جمعہ کے خطبہ کے طور پر سنا دیں اور جن میں کسی خاص سکیم کا ذکر نہ ہو اسے جمعہ یا اتوار کو کوئی الگ مجلس کر کے خطبہ یا خطبے کا خلاصہ سنا دیا کریں۔ بعض دفعہ خطبہ لمبا ہوتا ہے یا جماعت میں سے اکثر نے پڑھا ہوا ہوتا ہے اس صورت میں خطبے کا خلاصہ سنا دینا چاہئے مگر بہر حال جماعت کے ہر فرد تک خطبات کی آواز پہنچنی چاہئے۔ جو دراصل آواز پہنچانے کا اکیلا ذریعہ ہے۔ ورنہ امام کے لئے اور کون سا طریق ہو سکتا ہے جس سے کام لے کر وہ جماعت کو اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کر سکے۔ جماعت کے نام خطوط تو میں لکھ نہیں سکتا، اس کے علاوہ کتابیں بھی میں اب نہیں لکھتا پس یہ خطبات ہی ایسی چیز ہیں جس کے ذریعہ میں اپنا عندیہ یا وہ عندیہ جو خدا تعالیٰ سے معلوم کروں، ظاہر کرتا رہتا ہوں۔ (خطبات محمود جلد 16 ص 27)

تاریخ الفضل کا ایک ورق

الفضل کی خدمات اور توسیع اشاعت کی تحریک

(اداریہ الفضل 29 دسمبر 1914ء)

برادران! آپ دو روز سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ الفضل آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور فضل الٰہی سے جو فضل عمر کے ساتھ آنا مقدر تھا۔ حصہ لینے کی تحریک کر رہا ہے۔ اس غیر معمولی حاضری سے آپ کے الفضل کو ایک اپنی غرض بھی مدنظر ہے اور حقیقتاً دیکھا جائے۔ تو وہ بھی آپ ہی کی غرض ہے۔ الفضل تو محض ایک واسطہ ہے۔ مگر محض واسطہ ہونے کے باوجود وہ آپ کی خدمت کے لئے مزید اخراجات کا بار برداشت کر رہا ہے۔

دوستو! الفضل ایک اخبار ہے۔ لیکن اخبارات کے عام اغراض اس کے اغراض نہیں۔ اخبارات اپنے مالکوں کے لئے دنیوی مفاد کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اخبارات اپنے خرچ کے نکالنے کے لئے اجرتی اشتہارات شائع کرتے ہیں۔ اخبارات عوام کے خیالات کی پیروی کر کے بعض وقت ایک سچائی کی اشاعت سے باز رہتے ہیں۔ مگر آپ کا الفضل خدا کے فضل سے اخبارات کی ان تمام خصوصیات سے بالاتر ہو کر ایک سچائی کی اشاعت کے لئے بے خوف اور محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھ کر اپنے کالموں میں احمدیت کے ذکر کو مقدم رکھتا ہے اور خالص احمدی اخبار ہے۔

ناظرین الفضل آپ سے پوشیدہ نہیں کہ نوعمر مگر اولوالعزم الفضل کو مخالفت کی تیز ہواؤں اور جہالت کے خطرناک طوفان کا مقابلہ کرنا پڑا ہے اور خدا تعالیٰ کی دستگیری سے اس اخبار نے وہ کام کیا ہے جو ایک ہوشیار ملاح کشتی کو وسط ہلاکت سے باہر نکالنے کی صورت میں کر سکتا ہے۔ اگر آپ کو یاد نہیں تو ہم یاد دلاتے ہیں کہ کانپور کی مسجد کے معاملہ میں جب احمدیت کے مسلمہ اصولوں اور مسیح موعود کی پاک تعلیم کے صریح برخلاف عمل ہونا شروع ہو گیا تھا اور احمدی قوم کا ایک حصہ سیاست کے غلط مفہوم کا گرویدہ ہو کر روشنی سے تاریکی کی طرف جا رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اپنے مقدس امام کی نصائح کو فراموش کر کے جہالت کے گڑھوں میں گر جاتا۔ اس وقت جس ہاتھ نے گمراہ ہونے والے گروہ کو چراغ ہدایت دکھایا۔ وہ الفضل کے پاکباز ایڈیٹر کا ہاتھ تھا۔

اس لئے آپ کا **الفضل ایک چراغ ہے** اور چراغ بھی وہ جس کو خود مسیح موعود نے ایک رویا میں ملاحظہ فرمایا اور دیکھا کہ چند آدمی اندھیرے میں جا رہے ہیں اور قریب ہے کہ وہ آگے آنے والے گڑھوں میں گر جائیں۔ اس وقت محمود (ہمارے موجودہ امام، الفضل کے سابق ایڈیٹر) دوڑ کر ایک لیمپ اٹھا لائے اور ان کو راستہ دکھایا۔

پس یاد رکھو کہ تاریکی کے وقت ہلاکت کا راستہ اختیار کرنے والوں کو جس ہاتھ نے روشنی دکھائی وہ الفضل کے ایڈیٹر کا ہاتھ تھا اور جو لیمپ اس ہاتھ میں دیا گیا وہ یہی آپ کا الفضل تھا کیونکہ کہا گیا تھا کہ **فضل اس کے ساتھ آئے گا** پھر یہی لیمپ تھا جس نے نورالدین اعظم کی زندگی کا آفتاب غروب ہونے پر عین عالم تاریکی میں تذبذب اور غلطی خوردہ قوم کو نور ہدایت کی روشنی دکھا کر سلامتی اور امن کے راستہ پر ڈالا یعنی یوں کہا جائے یہ الفضل ہی تھا جس نے خلافت کے حریفوں کے تمام وار رد کئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے فضل عمر کے ہاتھ پر حبل اللہ پکڑنے والوں کی راہنمائی کی۔

اس لئے ہم پھر کہتے ہیں کہ الفضل اس فضل کا ہراول ان برکات کا پیش خیمہ ہے جو موجودہ خلافت کے لئے مقدر تھیں اور جن کا ظہور خدائے قادر و توانا کا بابرکت ہاتھ قریب مستقبل میں کرنے والا ہے اور یہ وہی چراغ ہے جو مسیح موعود نے اپنے محمود کے ہاتھ میں دیکھا۔ پس مومنو! اس فضل کی تائید کر کے فضل سے حصہ لو اور یاد رکھو کہ چراغ کے لئے تیل کی ضرورت ہے۔ لاریب خدا تعالیٰ اس چراغ کے لئے خود سامان کرے گا۔ لیکن خوش قسمت ہے وہ جو خدا کے جلائے ہوئے چراغ کی روشنی کو بحال بلکہ ترقی کرتا دیکھنا چاہتا ہے اور ہر ممکن ذریعہ سے اس کی خبر گیری میں کوشاں ہوتا ہے۔

معاونین الفضل! لوگوں نے چاہا کہ اس چراغ کو اپنے منہ کی پھونکوں سے گل کر دیں اور کسی نے اس کا نام الفصل کسی نے القہر رکھا کسی نے ایڈیٹر کو قتل کی دھمکی دی مگر خدا تعالیٰ نے واللّٰہ متم نورہ...... کے ماتحت ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ان کی تمام کوششوں کو بے سود بے نتیجہ رکھا۔ ان کی تمام رسیوں کو عصائے موسیٰ کے ذریعہ پرزے پرزے کر دیا اور اس چراغ کی روشنی کو ترقی دی۔ اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے اور اس فضل کا ہاں خاص فضل کا اظہار کیا جس کا فضل عمر کے زمانہ میں آنا لکھا تھا اور الفضل کی تحریروں اور مضامین کو خاص روشنی بخش کر تاریک دلوں کو اس کے ذریعہ سے منور کیا۔

مکرم بھائیو! یہ ہے الفضل کی پوزیشن۔ یہ ہے اس کا درجہ اور یہ ہیں اس کی خدمات جو آج تک اس نے کی ہیں۔ مگر افسوس ہے اور سخت افسوس ہے کہ اس روشنی و ہدایت کے چراغ کی تیاری اور قیام پر جو کچھ

(باقی صفحہ 5 پر)

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

روزنامہ الفضل۔ 1913ء سے 1947ء تک کا سفر

درمندانہ دعائیں، مشکلات اور ترقی کے مختلف مراحل

الفضل کے اجرا کے وقت دعائیں

1913ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مبارک ہاتھوں سے الفضل جاری ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس کا نام ''الفضل'' رکھا اور 18 جون 1913ء کو اس کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔

اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خداتعالیٰ کے حضور جو التجائیں کیں اور جن پاک ارادوں اور اعلیٰ عزائم کا اظہار فرمایا ان کا کسی قدر اندازہ ذیل کے الفاظ سے لگ سکتا ہے۔

حضور نے لکھا۔

''خدا کا نام اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے میں الفضل جاری کرتا ہوں۔...... اپنے ایک مقتداء اور راہنما اپنے مولا کے پیارے بندے کی طرح اس بحر ناپائیدار میں الفضل کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز و انکسار یہ دعا کرتا ہوں کہ بسم اللّٰہ مجریھا...... اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا اور لنگر ڈالنا ہو تحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اے میرے قادر مطلق خدا اے میرے طاقتور بادشاہ اے میرے رحمٰن و رحیم مالک۔ اے میرے رب میرے مولا میرے ہادی۔ میرے رازق میرے حافظ میرے ستار میرے بخشنہار ہاں اے میرے شہنشاہ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں اور جس کے اذن کے بغیر ایک ذرہ اور ایک پتہ نہیں ہل سکتا جو سب نفعوں اور نقصانوں کا مالک ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب چھوٹوں اور بڑوں کی پیشانیاں ہیں جو پیدا کرنے والا اور مارنے والا ہے جو مار کے پھر جلائے گا اور ذرہ ذرہ کا حساب لے گا۔ جو ایک ذلیل بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے جو ایک چھوٹے سے بیج سے بڑے بڑے درخت اگاتا ہے ہاں اے میرے دلدار میرے محبوب خدا تو دلوں کا واقف ہے اور میری نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے۔ میرے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ میرے حقیقی مالک، میرے متولی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ تیرے پاک رسول کے نام کے بلند کرنے اور تیرے مامور کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے تو میرے ارادوں کا واقف ہے۔ میری پوشیدہ باتوں کا راز دار ہے۔ میں تجھی سے اور تیرے ہی پیارے چہرہ کا واسطہ دے کر نصرت و مدد کا امیدوار ہوں''۔

پھر حضور نے لکھا:۔

''اے میرے مولا اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی راستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ ''الفضل'' سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا''۔

(الفضل 18 جون 1913ء)

الفضل 1913ء۔ 1914ء میں

الفضل کا پہلا پرچہ $\frac{26x20}{4}$ کے 16 صفحات پر نکلا اور ہفتہ وار شائع ہونے لگا۔ دسمبر 1913ء کے سالانہ جلسہ پر تین دن یعنی 28,27,26 دسمبر اس کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہوا اور 21 مارچ 1914ء تک الفضل کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ایڈیٹر ہونے کا فخر حاصل رہا۔ چنانچہ الفضل کے ٹائٹل پیج پر حضور کا اسم گرامی بحیثیت ایڈیٹر شائع ہوتا رہا اور یکم دسمبر 1914ء تک کے پرچہ پر پروپرائٹر پبلشر اور پرنٹر کے طور پر بھی حضور ہی کا نام لکھا جاتا رہا مگر جب خدا نے اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت آپ کو خلافت کے نہایت بلند اور عالی مرتبہ پر متمکن فرما کر آپ کا حلقہ عمل نہایت وسیع کر دیا اور آپ کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ فرما دیا تو 21 مارچ 1914ء سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا نام بطور ایڈیٹر شائع ہونے لگا اور 3 دسمبر 1914ء کے پرچہ سے ''الفضل'' کا پرنٹر و پبلشر بننے کی سعادت حضور نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو بخشی۔ جو سوائے اس وقفہ کے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ ولایت گئے خداتعالیٰ کے فضل سے تقسیم ہند تک اس منصب پر سرفراز رہے۔

چونکہ الفضل کو بہت بڑے اخراجات کا متحمل ہونا پڑا تھا اور اس کے اخراجات کے مقابلہ میں آمد بہت کم تھی۔ اس لئے 17 جون 1914ء میں الفضل کی دوسری جلد شروع ہوئی تو اخبار کا سائز $\frac{26x20}{4}$ کی بجائے کسی قدر کم یعنی $\frac{26x18}{4}$ کر دیا گیا۔ اس جلد کے 27 اگست تک کے پرچوں پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا نام بطور ایڈیٹر چھپتا رہا۔ عملی طور پر یہ ذمہ داری حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے اٹھائی جو الفضل کے اجرا کے وقت سے ہی اس کے سٹاف کے ایک سرگرم رکن تھے۔

الفضل 1915ء میں

حضرت قاضی صاحب موصوف کے سپرد چونکہ الفضل کی مینیجری کے علاوہ اور کام بھی تھا اور الفضل کا حلقہ عمل روز بروز وسیع ہوتا جا رہا تھا۔ اس لئے ایک مستقل ایڈیٹر کی ضرورت محسوس کی گئی اور ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کو جو ایک عرصہ تک مختلف اخبارات میں کام کر چکے تھے اور اس وقت دہلی میں کتابوں کی دکان کرتے تھے بلایا گیا۔ جنہوں نے جون 1915ء میں الفضل کی ایڈیٹری کا کام سنبھال لیا۔

''الفضل'' کے بہت بڑے اخراجات کے لئے چونکہ اس کی آمد کافی نہ تھی اور اڑھائی سال کے عرصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے پاس سے قریباً پانچ ہزار روپے اس پر صرف فرما چکے تھے۔ ادھر حالات بھی کچھ پُرسکون ہو رہے تھے۔ جماعت کا کثیر حصہ خلافت ثانیہ کی کامل اطاعت کا شرف حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے اس احتیاط کے ساتھ کہ الفضل جتنے صفحات تین بار شائع ہونے کی صورت میں ہفتہ وار دیتا تھا۔ اتنے ہی دو بار شائع ہونے پر دے۔ اسے 10 نومبر 1915ء سے ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا۔ لیکن جب سالانہ جلسہ قریب آیا تو 8 دسمبر سے 28 دسمبر تک عارضی طور پر ہفتہ میں تین بار کیا گیا۔

الفضل 1916ء میں

12 جنوری 1916ء کو صحت کے کمزور ہونے کی وجہ سے ماسٹر احمد حسین صاحب الفضل کی ایڈیٹری کی ذمہ داری سے فارغ ہوگئے۔ اس کے بعد کچھ دن جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کے سپرد یہ کام ہوا اور پھر یہ ذمہ داری قاضی اکمل صاحب پر ڈالی گئی۔ 4 جولائی 1916ء تک یہی انتظام رہا۔ اس کے بعد یہ ذمہ داری جناب خواجہ غلام نبی صاحب کو سونپ دی گئی۔ جو 1916ء سے لے کر 1946ء تک یعنی تیس برس کے طویل عرصہ تک نہایت خوش اسلوبی سے الفضل کی ادارت کا نازک کام سرانجام دیتے رہے۔ 1946ء میں آپ کے ریٹائر ہونے کے بعد مکرم جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر بی اے ایل الفضل کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

الفضل 1917ء تا 1934ء

جون 1914ء سے جون 1924ء تک پورے دس سال الفضل $\frac{26x18}{4}$ پر چھپتا رہا اور جنوری 1916ء سے جون 1924ء تک ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا رہا۔ 1920ء میں جبکہ ہفتہ میں دو بار شائع ہو رہا تھا اسے روزانہ کرنے کی تحریک کی گئی۔ کئی مراسلات اس کے متعلق شائع کئے گئے۔

جولائی 1924ء میں خداتعالیٰ نے توفیق دی کہ الفضل کو اس سائز پر شائع کیا جائے جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جاری کیا تھا اور جب حضور ولایت تشریف لے گئے تو 31 جولائی 1924ء سے ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔ جو 8 دسمبر 1925ء تک جاری رہا اور 11 دسمبر 1925ء سے دو بار کر دیا گیا۔ آریوں کی طرف سے دلآزار کتاب کی اشاعت اور اس کے متعلق جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ کی وجہ سے جب اہل حق کے جذبات کو بے حد ٹھیس لگی اور ان میں سخت بے چینی پیدا ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کے اندمال کی طرف توجہ فرمائی اور ان ایام میں کچھ عرصہ کے لئے الفضل روزانہ کر دیا گیا۔ 1929ء میں پھر ''الفضل'' کو مستقل روزانہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ 8 نومبر 1929ء سے حجم میں چار صفحہ کے مزید اضافہ کے ساتھ 16 صفحہ کا شائع ہونے لگا۔ 15 اپریل 1930ء کو ہفتہ میں چار بار شائع ہونے لگا۔ پھر 30 مئی سے ہفتہ میں تین بار اور 7 مارچ 1935ء تک سہ روزہ ہی رہا۔

''الفضل'' 1935ء تا 1947ء

5 فروری 1935ء کو ''الفضل'' نے ترقی کی طرف ایک قدم بڑھایا۔ یعنی اس کے روزانہ کرنے کا اعلان کیا گیا۔ لیکن چونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور نے اجازت دینے میں غیر معمولی تاخیر کی۔ اس لئے 8 مارچ 1935ء سے ''الفضل'' روزانہ کیا جا سکا۔ روزانہ ''الفضل'' کا پہلا پرچہ 8 مارچ کو چار صفحہ کا شائع ہوا۔ اس وقت تجویز یہ تھی کہ سہ روزہ ''الفضل'' حسب معمول شائع ہوتا رہے اور تین دن چار صفحہ کا شائع ہو۔ لیکن چند ہی روز کے بعد یعنی 26 مارچ 1935ء سے چار صفحہ کا پرچہ مستقل طور پر آٹھ صفحہ کا کر دیا گیا۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر 1947ء تک ''الفضل'' روزنامہ کی حیثیت سے شائع ہوتا رہا۔ 1947ء میں جب قیام پاکستان کے بعد ہجرت کرنا پڑی اور جماعت احمدیہ کو بھی اپنا مرکز قادیان چھوڑنا پڑا تو الفضل قادیان کی بجائے لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا۔

خود نماز پڑھاتے

مکرم ملک اعجاز احمد صاحب شہید وزیر آباد گھر میں بھی نماز باجماعت کا بہت اہتمام رکھتے تھے۔ گھر میں خود نماز باجماعت اور تہجد پڑھاتے تھے۔ رمضان میں تراویح کا اہتمام کرتے۔

(الفضل 28 اپریل 1999ء)

مکرم عمیر عظیم صاحب

آخری زمانہ کی پیشگوئی۔صحافت کی ترقی

جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل کا تعارف۔ پہلا اخبار الحکم تھا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اور جب کتابیں پھیلائی جائیں گی۔

(سورۃ التکویر آیت 11)

حضرت مسیح موعود اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت اور بھی پیشگوئیاں ہیں۔ان میں ایک یہ پیشگوئی بھی ہے(-) یعنی آخری زمانہ وہ ہوگا جبکہ کتابوں اور صحیفوں کی اشاعت بہت ہوگی گویا اس سے پہلے کبھی ایسی اشاعت نہیں ہوئی تھی یہ ان کلوں کی طرف اشارہ ہے جن کے ذریعہ سے آجکل کتابیں چھپتی ہیں اور پھر ریل گاڑی کے ذریعے سے ہزاروں کوسوں تک پہنچائی جاتی ہیں''۔

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد23 ص322)

پھر اسی طرح آپ اپنی تائید میں آسمانی نشانات کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

چھٹا نشان کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا ہے جیسا کہ آیت (-) سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 ص206)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

پہلے معنے یہ تھے کہ صحیفے پھیلائے جائیں گے یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے لئے مطابع نکل آئے ہیں پھر ریل گاڑیاں ایجاد ہوچکی ہیں جن سے شائع شدہ اخبار یں اور کتابیں سارے جہان میں پھیل جاتی ہیں دنیا میں پچاس پچاس لاکھ روزانہ چھپنے والے اخبارات موجود ہیں اسی طرح کتابیں چھپتی ہیں تو دس دس بیس بیس لاکھ نسخہ ایک ایک کتاب کا نکل جاتا ہے یہی خبر اس آیت میں دی گئی تھی کہ صحیفے دنیا میں پھیلا دیئے جائیں گے۔

دوسرے معنے اس کے یہ تھے کہ صحیفے کھولے جائیں گے۔ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوچکی ہے کیونکہ کتابوں کے پڑھنے کا رواج موجود زمانہ میں بہت بڑھ گیا ہے۔ پھر بڑی بڑی لائبریریاں کھل گئی ہیں۔ جہاں لوگ آتے اور کتابیں وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اور جو لوگ لائبریریوں کے ممبر ہوتے ہیں وہ اپنے گھر پر بھی ان کتابوں کو پڑھنے کے لئے لے جاتے ہیں غرض کتابیں بجائے بند رہنے کے کھل گئی ہیں اور علم کا چرچا دنیا میں چاروں طرف ہوگیا ہے۔ پھر یہ پیشگوئی اس رنگ میں بھی پوری ہوئی ہے کہ بڑی بڑی پرانی لائبریریاں آثار قدیمہ والوں نے نکال کر رکھ دی ہیں۔ بخت نصر کی لائبریری جو اینٹوں پر لکھی ہوئی تھی وہ سب کی سب نکال لی گئی ہیں اور اسی طرح مردہ صحیفوں کو بھی زندہ کردیا گیا ہے گویا وہ کتابیں جن کو لوگ بھول چکے تھے اور جو عملی طور پر بالکل متروک ہوچکی تھیں آثار قدیمہ والے ان کو بھی کھود کھود کر نکال رہے ہیں اور لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد8 ص224)

ابلاغیات اور صحافت کا تعارف

صحافت جس کو انگریزی میں (Journalism) کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل اس دور کی اصطلاح ہے جب صرف پرنٹ میڈیا ہوتا تھا اب جبکہ پرنٹ کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا بھی بہت زیادہ ترقی کرچکا ہے اس لئے اب بعض جگہوں پر اس کے لئے ابلاغیات یعنی (Mass Communication) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ آگے اس کے بنیادی طور پر دو شعبے یعنی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا ہیں۔ پرنٹ میڈیا میں اخبارات و رسائل وغیرہ آتے ہیں جبکہ الیکٹرانک میڈیا میں ریڈیو، ٹی وی اور دیگر ذرائع ابلاغ کی ایجادات وغیرہ آتی ہیں۔اس شعبہ میں جو نئی چیز شامل ہوئی ہے وہ سائبر جرنلزم ہے۔ جس کو انٹرنیٹ جرنلزم بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس وقت انٹرنیٹ پر ہزاروں کی تعداد میں اخبارات و رسائل مہیا ہیں جن کو روزاپ ڈیٹ کیا جاتا ہے۔

دنیا کا پہلا اخبار

سب سے پہلے روم میں ایک اخبار نکالا گیا جس کا نام ایکٹا ڈیورنا (Acta Diurna) تھا۔ یہ ڈیلی گزٹ 59 قبل از مسیح میں جاری ہوا۔

یہ 17 ویں صدی میں ہاتھ کی لکھی ہوئی کاپی سے باقاعدہ پرنٹنگ فارم میں تبدیل ہوا جو کہ لکڑی کے چوکھٹوں سے کی جاتی تھی۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد 26)

انگلستان میں اخبار کی اشاعت

انگلستان میں سب سے پہلا پمفلٹ ستمبر 1513ء میں شائع ہوا یہ چار صفحات پر مشتمل پمفلٹ تھا جس میں فلوڈن فیلڈ (Flooden Field) کی جنگ کے بارے میں ہدایات اور معلومات فراہم کی جاتی تھیں۔ اس کا ٹائٹل "The Trew Encounter" تھا۔

اسی طرح انگلستان کا پہلا گزٹ 1563ء میں شائع ہوا جو کہ ترکی کے خلاف جنگ کی معلومات فراہم کرنے کے لئے تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد 26)

اس زمانے کے دوسرے مشہور اخبارات میں سے ایک اخبار "Mercurius Gallobelgicus" تھا جو کہ 1588ء تا 1638ء تک جاری رہا۔ آجکل کا مشہور اخبار The Times باقاعدہ شائع ہونے والے اخبار کی شکل میں 1819ء میں آیا۔

پہلا تصویری اخبار 1843ء میں فرانس اور 1899ء میں جرمنی میں جاری ہوا۔

پرنٹنگ کا فن اپنے ابتدائی ایام میں جرمن آرٹ کے نام سے جانا جاتا تھا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد 26 ص435)

حضرت مسیح موعود کے قلمی جہاد کا آغاز

حضرت مسیح موعود کی ایک گونہ پبلک زندگی کی ابتداء گو سیالکوٹ میں ہوچکی تھی لیکن اس کا حقیقی معنوں میں آغاز قریباً 1872ء سے ہوا جبکہ آپ نے ملک کے مختلف اخبارات میں اپنے مضامین کا سلسلہ جاری کر کے قلمی جہاد میں حصہ لینا شروع کیا۔

ابتداء میں آپ کا معمول تھا کہ کبھی کبھی شیخ رحیم بخش صاحب والد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا بعض دوسرے ناموں سے اپنے مضامین چھپوا دیتے تھے۔ حضور کے اپنے نام سے جو مضامین ملکی اخبارات میں شائع ہونے شروع ہوئے ان میں موجودہ تحقیق کے مطابق سب سے پہلا مضمون غالباً بنگلور کے دس روزہ اخبار منشور محمدی 25 ذی قعدہ 1294ھ بمطابق 25/اگست 1872ء میں شائع ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 1 ص118)

آریہ سماج کے خلاف قلمی جنگ کے دوران حضرت مسیح موعود کے دل میں یکا یک یہ غیبی تحریک پیدا ہوئی کہ معرکہ حق کے اس نازک دور میں جبکہ تمام مذاہب منظّم شکل میں دین حق پر حملہ آور ہیں۔ دین کے دفاع کے لئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے جس میں باطل کے اس مرکب حملہ کا علمی اور عملی، عقلی اور منقولی سب ہی ہتھیاروں سے دندان شکن جواب دیا جائے اور اپنے روحانی تجربات اور حقانیت دین حق کے تازہ نشانوں کو پیش کر کے دین کی فضیلت اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی صداقت اور قرآن مجید کی فوقیت اور برتری کے ثبوت میں اندرونی اور بیرونی، ماضی اور حال کے زبردست دلائل کی ایک ایسی عظیم الشان صف بستہ فوج کھڑی کردی جائے کہ دشمن کے مورچے بیکار ہو جائیں اور دین حق فاتحانہ شان کے ساتھ ہر قلب سلیم میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی دین حق کے سپہ سالار نے ہاتھ میں قلم لیا اور روح القدس کی تائید سے نہایت مختصر وقت میں ایک معرکۃ الآراء کتاب تصنیف کرڈالی۔ یہ کتاب آپ کی پہلی شہرہ آفاق تصنیف ''براہین احمدیہ'' تھی۔

براہین احمدیہ کے پہلے دو حصے 1880ء میں تیسرا حصہ 1882ء میں اور چوتھا حصہ 1884ء میں شائع ہوا۔ پانچواں حصہ تئیس سال تک معرض التواء میں رہنے کے بعد 1905ء میں شائع ہوا۔

حضرت مسیح موعود کی اخبار سے دلچسپی

حضرت مسیح موعود کو تو اپنے دعویٰ ماموریت سے قبل بھی صحافت میں دلچسپی تھی۔ آپ اس زمانے کے مشہور ''اخبار عام'' کو شوق سے پڑھتے تھے اور اس کی معتدل اور غیر جانبدار پالیسی کو پسند فرماتے تھے۔ ابتدائی زمانے میں آپ کے مضامین اخبار منشور محمدی میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ دعویٰ ماموریت کے بعد جب آپ کے ایک فدائی رفیق حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی جو کہ ایک معروف صحافی تھے نے اخبار نکالنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے جواب دیتے ہوئے جو فرمایا اس سے صحافت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''ہم کو اس بارہ میں تجربہ نہیں۔ اخبار کی ضرورت تو ہے مگر ہماری جماعت غربا کی جماعت ہے مالی بوجھ برداشت نہیں کرسکتی۔ آپ اپنے تجربہ کی بنا پر جاری کرسکتے ہیں تو کرلیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے''۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص641)

پھر آپ نے اپنے دور میں شائع ہونے والے جماعت احمدیہ کے دو اخبارات الحکم اور البدر کو اپنے دو بازو کہہ کر جو سعادت اور عزت بخشی وہ نہ صرف رہتی دنیا تک ان کے نام کو زندہ و جاوید رکھے گی بلکہ صحافت کی آپ کے نزدیک جو اہمیت تھی اس کو بھی واضح کرتی رہے گی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ:

''یہ اخبار (الحکم و بدر) ہمارے دو بازو ہیں۔ الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے ہیں اور گواہ بنتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد چہارم ص292)

ان ساری معلومات سے یہ بات واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کس زور سے اپنی پیاری جماعت کے ساتھ ہیں اور کس طرح اس نے اس کی اشاعت اور صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے انتظامات شروع کردیئے تھے اور کس تیزی سے وہ اپنے نشانات دکھاتا چلا جا رہا ہے۔

قادیان میں پریس کا قیام

اگرچہ قادیان میں مرکزی پریس قائم کئے جانے کی تجویز تو 1892ء کے سالانہ جلسہ میں باتفاق رائے منظور ہوچکی تھی۔ لیکن اس کا قیام اس سال 1895ء میں عمل میں آیا۔ پریس میں سب سے پہلے جو کتاب طبع

ہوئی وہ ''ضیاء الحق'' تھی۔ ابتداء میں تو اس کی براہ راست نگرانی حضرت اقدس خود ہی فرماتے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے یہ ذمہ داری حضرت فضل دین صاحب بھیروی کے سپرد فرمائی۔ (تاریخ احمدیت جلد اول ص 518)

جماعت احمدیہ کے پہلے جلیل القدر صحافی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اپنے اخبار الحکم کے پہلے شمارے میں صحافت کی اہمیت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''اخبار ہی ایک ایسی شے ہے جو ملک اور اہل ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ بشرطیکہ مناسب اور موزوں طریق پر اس سے کام لیا جائے''۔

(الحکم 8/اکتوبر 1897ء ص 2)

جماعت احمدیہ کا پہلا اخبار

جماعت احمدیہ کا پہلا اخبار ''الحکم'' 8/اکتوبر 1897ء میں شائع ہوا۔ یہ 1897ء تک ''ریاض ہند پریس'' امرتسر سے شائع ہوتا رہا اور پھر 1898ء کے آغاز میں قادیان منتقل ہو گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 641)

اخبار البدر کا اجراء

31/اکتوبر 1902ء میں بابو محمد فضل صاحب آف مشرقی افریقہ اور ڈاکٹر فیض علی صاحب کی کوشش سے ہفت روزہ ''البدر'' کا اجرا ہوا۔ جو ''القادیان'' کے نام سے جاری ہوا مگر بعد میں حضرت مسیح موعود نے اس کا نام بدل کر ''البدر'' رکھ دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 ص 221)

اخبار الفضل کا اجراء

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) نے 18 جون 1913ء سے اخبار ''الفضل'' جاری فرمایا۔ یہ نام خود حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے تجویز فرمایا تھا۔ اخبار ''الفضل'' قادیان کے بعد لاہور میں بھی شائع ہوتا رہا اور پھر 31 دسمبر 1954ء سے ربوہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 444)

اخبار الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

اسی طرح لندن سے شائع ہونے والا ہفت روزہ اخبار ''الفضل انٹرنیشنل لندن'' جنوری 1994ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔

اب دنیا بھر میں جماعت کے بیسیوں رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ سب کا ذکر تو ممکن ہی نہیں صرف چند مشہور رسالہ جات کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

حضرت مسیح موعود کی کتب کا انگریزی میں ترجمہ کر کے اسے مغربی ممالک میں بھجنے کا کام 15 جنوری 1901ء کو انگریزی رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کے اجراء سے ہوا جس کے معنی ہیں ''مذاہب عالم پر تبصرہ'' انگریزی حصہ کچھ عرصہ لاہور میں اور پھر بعد میں شیخ یعقوب علی صاحب تراب کے ''انوار احمدیہ پریس قادیان'' میں طبع ہونے لگا۔

رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء

یکم مارچ 1906ء سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی کی ادارت میں ایک سہ ماہی رسالہ کا اجراء ہوا جس کا نام حضرت مسیح موعود نے انجمن تشحیذ الاذہان ہی کے نام پر ''تشحیذ الاذہان'' رکھا۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 ص 457)

مگر چند وجوہات کی بنا پر یہ رسالہ بند کر دیا گیا اس کے بعد بچوں کے لئے ماہنامہ رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء جون 1957ء میں ربوہ سے ہوا جس کے ایڈیٹر حضرت مولانا ابو العطاء صاحب تھے۔

رسالہ مصباح کا اجراء

رسالہ مصباح 15 دسمبر 1926ء کو جاری ہوا جس کے ایڈیٹر حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل تھے۔ ''مصباح'' جو جولائی 1947ء کے فسادات میں بند ہو چکا تھا۔ اپریل 1950ء میں دوبارہ جاری ہو گیا۔ ''مصباح'' پہلے پنجاب الیکٹرک پریس لائکپور میں چھپتا تھا پھر اگست 1954ء سے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپنے لگا۔ یہ پہلا رسالہ تھا جو ربوہ سے شائع ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد 14 ص 216)

رسالہ خالد کا اجراء

خدام الاحمدیہ مرکزیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ 1950ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ مجلس کی طرف سے ساٹھ صفحے کا ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا جائے۔ ان دنوں مجلس کی حالت اس کے گراں اخراجات کی متحمل نہ تھی اس لئے ''الطارق'' نام سے 36 صفحات پر مشتمل ایک ماہوار رسالہ کی تجویز ہوئی اور 1951ء سے اس کے ڈیکلریشن کی جدوجہد شروع کر دی گئی۔ ابتدائی محکمانہ تحقیقات مکمل ہوئی تو عین آخری مرحلہ پر یہ اطلاع ملی کہ اس نام کا ایک اور رسالہ بھی جاری ہے اور ضروری ہے کہ کوئی اور نام تجویز کیا جائے مجلس مرکزیہ نے سیدنا حضرت مصلح موعود کی خدمت میں نئے نام کے لئے درخواست کی۔ حضور نے فرمایا ''خالد نام رکھ دیں'' چنانچہ مارچ 1952ء کو خالد کے ڈیکلریشن کی درخواست دی گئی۔

مگر کئی مشکلات کے سامنے آنے کے بعد اکتوبر 1952ء میں رسالہ ''خالد'' جاری ہوا۔ خالد کے پہلے دو پرچے مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ، مولوی خورشید احمد صاحب اشرف کے زیر ادارت چھپے۔ اس کے بعد مولوی غلام باری صاحب سیف مدیر مقرر ہوئے۔ مینیجر کی خدمت عبدالباسط صاحب نائب معتمد مرکزیہ کے سپرد کی گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 15 ص 413)

رسالہ انصار اللہ کا اجراء

اسی طرح ایک اور رسالہ جو کہ حضرت مصلح موعود کی قائم کردہ تنظیم انصار اللہ کا ترجمان ہے۔ رسالہ ''انصار اللہ'' کے نام سے نومبر 1960ء میں ربوہ سے جاری ہوا جس کے پہلے ایڈیٹر مسعود احمد صاحب دہلوی تھے۔

رسالہ التقویٰ کا اجراء

اس سلسلہ میں چھپنے والے رسالہ جات میں ایک نام عربی رسالہ ''التقویٰ'' کا بھی ہے جو کہ 1994ء میں لندن سے جاری ہوا۔

خلافت لائبریری ربوہ کا قیام

سیدنا حضرت مصلح موعود کے حکم سے مئی 1953ء میں حضور کی ذاتی لائبریری اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی مرکزی لائبریری یکجا کر دی گئی اور اس کے انچارج مکرم مولوی محمد صدیق صاحب فاضل واقف زندگی مقرر کئے گئے۔ اس لائبریری کے لئے قصر خلافت کے ساتھ ایک پختہ عمارت تعمیر کی گئی تھی جس کا جنوبی حصہ مکمل ہونے پر اس میں سب سے پہلے حضرت اقدس کی ذاتی کتب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے لائی گئیں اور ان کو حضور کی اجازت سے بعض قواعد کے مطابق پبلک کے استفادہ کے لئے عام کر دیا گیا۔ ازاں بعد دسمبر 1953ء کو مرکزی لائبریری کا لٹریچر بھی پختہ عمارت کے شمالی کمرہ میں رکھ دیا گیا اور ایک ہزار سے زائد انگریزی کتابیں جو اب تک ٹرنکوں میں بند تھیں۔ الماری میں ایک عمدہ ترتیب اور قرینہ کے ساتھ لگا دی گئیں جس سے علماء سلسلہ اور دوسرے صاحب علم و قلم افراد کو مطالعہ کرنے اور تحقیق و تفحص جاری رکھنے کی بہت سہولت پیدا ہو گئی۔ اس طرح ربوہ میں اس عظیم الشان لائبریری کی داغ بیل پڑی جس کا تخیل حضرت مصلح موعود نے مشاورت 1952ء کے دوران پیش فرمایا تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد 15 ص 411)

صحافی بننے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع خطبہ جمعہ 24 فروری 1989ء میں فرماتے ہیں:۔

''اپنی نئی نسلوں کو مقامی زبان میں ماہر بنائیں اور نئی نوجوان نسلوں میں سے کثرت کے ساتھ اخبار نویس پیدا کریں کیونکہ صرف زبان کا محاورہ کافی نہیں، اخبار نویسی کی زبان کا محاورہ ضروری ہے اور اس نیت سے کریں کے ساتھ ساتھ یہ (دین حق) کا گہرا مطالعہ بھی کریں تا کہ ان کی زبان دانی (دین حق) کے حق میں اور محمد مصطفی ﷺ کے دفاع میں استعمال ہو...... اس نیت سے ادب پر اور کلام پر دسترس حاصل کرنی چاہئے اور قادر الکلام بننا چاہئے۔ خود انہی کے ہتھیاروں سے، انہی کے انداز سے ہم ان کے متعلق جوابی کارروائی کریں گے اور (دین) کا دفاع کریں گے اور حضرت اقدس محمد ﷺ کے تقدس کی حفاظت کریں گے اور یہ جنگ آج کی چند دنوں کی جنگ نہیں ہے۔ یہ لوگ اس حملے کو بھول جائیں گے اور یہ تاریخ کی باتیں بن جائیں گی اور پھر ایک بدبخت اٹھے گا اور پھر حملہ کرے گا اور پھر ایک بدبخت اٹھے گا اور پھر حملہ کرے گا اس لئے احمدیت کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے آنحضور ﷺ کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو جائے۔ ......تمام تیر جو ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پر چلائے جا رہے ہیں، اپنے سینوں پر لے''۔

(روزنامہ الفضل 28 مارچ 1989ء)

خریداری کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 27 دسمبر 1977ء پر جلسہ سالانہ ربوہ کے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا

الفضل کی طرف ہر سال توجہ دلائی جاتی ہے۔ الفضل دراصل ہے تو روزنامہ مگر یہ خبرنامہ نہیں ہے اس میں روزانہ کی عام خبریں نہیں ہوتیں۔ اگر یہ روزانہ کی عام خبریں دے بھی تو وہ خریداروں تک پہنچتے پہنچتے پرانی ہو جائیں گی۔ ہاں یہ جماعت کی کچھ خبریں دیتا ہے۔ نکلتا تو یہ روزانہ ہی ہے لیکن اپنے کریکٹر کے لحاظ سے یہ ویکلی ہے۔ اس میں کبھی کام کا مواد ہوتا ہی نہیں، کبھی درمیانہ درجہ کا ہوتا ہے اور کبھی اچھا بھی ہوتا ہے۔ جو اخبار روزانہ نکلتا ہو اس کا ایک ہی معیار پر نکلنا ہوتا ذرا کاردارد ہی ہے۔ احباب کو بہر حال الفضل کی باقاعدہ خریداری کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

(الفضل 14 جنوری 1978ء)

(بقیہ صفحہ 2)

خرچ ہوا یا ہو رہا ہے اس میں آپ کا بہت کم حصہ ہے کیا یہ امر آپ کے لئے قابل ندامت اور آپ کے نام پر ایک دھبہ نہیں؟ کہ 5 لاکھ کی جماعت میں سے الفضل کے صرف 562 خریدار ہیں۔ اخبار کا حالانکہ ماہوار خرچ 672 روپیہ ہے اور نہ صرف سال گزشتہ ڈیڑھ ہزار کا خسارہ برداشت کرنا پڑا بلکہ امسال اس سے بھی زیادہ نقصان دکھائی دیتا ہے۔

پس آپ کا فرض ہے کہ فضل سے حصہ لینے کے لئے الفضل کی توسیع اشاعت کو ہر وقت مدنظر رکھیں۔

(الفضل 29 دسمبر 1914ء)

بچپن ہی سے

تحت ہزارہ کے شہید عارف محمود صاحب 14،13 سال کی عمر سے نمازوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ بیت الذکر سے اس کے لگاؤ کی وجہ سے والدہ نے ان کا نام مسیتر رکھا ہوا تھا۔

(الفضل 13 دسمبر 2000ء)

ابن کریم

مطالعہ الفضل اور اس کے اثرات

ایک ٹیچر کہیں ٹیوشن پڑھانے جایا کرتے تھے۔ بچے چونکہ آسودہ گھرانوں کے تھے وہ کسی طور پڑھائی کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ بالآخر استاد نے ایک یہ راہ نکالی کہ بارہ پندرہ سیب منگوا لئے اور دو دو کو الگ رکھ کر پوچھنے لگا یہ کتنے ہیں۔ بچے بتاتے گئے۔ یہ دو ہیں اور یہ چار ہیں پھر اس نے اس میں مزید رکھ دیئے اور کہا اب بتاؤ کتنے ہیں بچوں نے اسی ترتیب سے جواب دیا چھ، آٹھ، دس اور بارہ۔ ایک بچے نے ساتھی کو کہنی مارتے ہوئے کہا یار ٹیچر تو ہمیں پڑھا رہے ہیں اس چکر میں نہیں آنا۔

ہے تو یہ ایک لطیفہ مگر اگر اس کا مثبت پہلو لیں تو کئی دفعہ میں اپنے جاننے والوں اور عزیز و اقارب اور دوستوں کو کہنی مار کر کہا کرتا ہوں کہ الفضل ہے تو ایک اخبار لیکن یہ ایک ایسی جاری وساری نہر ہے کہ واقعةً ہمیں علم اور معرفت سکھاتی ہے وہی علم اور معرفت جس کے متعلق فرمایا گیا ہے

میرے فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔

اس اخبار کا آغاز آسمان سے آئے ہوئے پیغامات اور ارشادات سے ہوتا ہے اور انتخاب ایسا دلفریب کہ تین چار سطریں یوں جیسے دل میں گڑ جاتیں یہ کیفیت ہو جاتی ہے ذرا ملاحظہ کریں آج کی حدیث۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صلہ رحمی کرو ...... سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے ملفوظات بھی ایسے چنیدہ ہوتے ہیں کہ بس یوں لگتا ہے کہ آج پہلی دفعہ ان پر نظر پڑی ہے۔ غرضیکہ علم اور معرفت کے عطا ہونے کا یہ ایک انمول ذریعہ ہے پھر اگلے صفحات پر تو گویا خزانے کے دروازے کھل جاتے ہیں کبھی رفقاء کے تذکرے اور کبھی سائنس کی، طب کی باتیں، کھیل اور کھلاڑی، خبریں اور متنوع عناوین پر منتخب مضامین جو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔

اب رفقاء حضرت اقدس مسیح موعود ہی کے مضامین کو لے لیں متعدد مضامین میں آپ کو ملے گا کہ فلاں رفیق سبز اشتہار پڑھ کر احمدی ہوئے فلاں کشتی نوح کے مطالعہ سے اور فلاں رفیق کسی اور کتاب کے ذریعہ سے۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح ہمیں یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ ہم بھی ان کتب کے مطالعے کی طرف توجہ کریں اور انہی برکات کے وارث بن جائیں جن برکات کو ہمارے سابقین اولین نے حاصل کیا اور دراصل یہ ہتھیار ہوتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک رفیق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے قبول احمدیت کے تذکرے کو میں نے ایک غیراز جماعت دوست کے سامنے رکھا۔ میں نے دیکھا وہ باتیں سن کر انہیں جھرجھری سی آگئی اور انہوں نے مجھے کہا آپ کسی وقت میرے ڈیرے پر ضرور آئیں۔ بات اس میں یہ بیان تھی کہ اس رفیق کے بھائی نے احمدیت قبول کرلی تھی اور یہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ ایک دن خیال آیا مخالفتوں سے مجھے کچھ حاصل تو ہوا نہیں اور سابقہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بہت سارے لوگ مخالفتوں کی وجہ سے اس کاروان میں شامل ہونے سے محروم رہے ہیں میں خواہ مخواہ مخالفت کر رہا ہوں کیوں نہ دعا کروں۔ چنانچہ کبھی ویران جگہوں پر کبھی جنگلوں میں اور کبھی قبرستانوں میں گریہ وزاری شروع کر دی۔ خدا کے حضور روتا اور چلاتا رہتا تھا کہ مالک اگر تو یہ سلسلہ تیری طرف سے ہے تو تُو میری رہنمائی فرما۔ بہرحال اس طرح گریہ وزاری سے اللہ نے رہنمائی فرمائی اور قادیان بھی خواب میں دکھایا گیا حضرت مسیح موعود بھی اور آئندہ ہونے والے خلیفہ بھی۔

میں نے یہ ساری باتیں اس معزز زمیندار کے سامنے رکھیں تو وہ سوچنے پر مجبور ہوگیا، میں نے کہا خدا تو بے نیاز ہے اگر کسی حق سچ کو پہچاننا ہے تو اس طرح گریہ وزاری کرنا ہوگی۔

اور پھر اور بھی نت نئے دلائل سامنے آتے رہتے ہیں مجھے گزشتہ دنوں مومن کے ایک شعر کی تلاش تھی۔ ''عالم روحانی کے لعل و جواہر'' میں وہ نمایاں طور پر موجود تھا

زمانہ مہدی موعود کا پایا اگر مومنؔ
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا

میں تو اکثر اپنے دائرہ کار میں دوست احباب کو الفضل خرید کر پڑھنے اور اس کی ترویج کے بارے میں توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ میرے نقطہ نگاہ سے الفضل کی جان، خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات ہیں۔ ایم ٹی اے کے ذریعے ہم دیکھ اور سن ضرور لیتے ہیں مگر جب وہ تحریری طور پر سامنے آتے ہیں تو پہلی سنی ہوئی بات تحریری طور پر نظر میں آنے سے کالنقش فی الحجر کی مانند ہو جاتی ہے۔ پیاسی روحوں کی تسکین کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔

مجھے بچپن کا سنا ہوا ایک واقعہ نہیں بھولتا۔ ہمارے ایک ساتھی مکرم حافظ عبدالوہاب صاحب بلتستانی مرحوم مربی سلسلہ کے والد صاحب کی قبول احمدیت کی داستان کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی دکان پر سودا سلف لینے گئے۔ دکان دار نے کسی اخبار میں سودا لپیٹ کر دے دیا اور وہ ٹکڑا سیدنا حضرت مسیح موعود کے ملفوظات کا تھا۔ جو کسی اخبار ہی کا حصہ تھا۔ اس طرح انہیں ان چند بابرکت الفاظ سے جماعت کی طرف ترغیب اور تحریک ہوئی۔

الفضل سے ہمارے بزرگوں کا کتنا اُنس تھا اور ذوق اور شوق ہے اس کی مثال ملاحظہ ہو۔ چند دن پہلے ہمارے ایک نہایت مخلص اور داعی الی اللہ نے بتایا کہ میری والدہ محترمہ 95 سال کی ہیں اور عینک کے ذریعے مطالعہ کر لیتی ہیں۔ الفضل صبح صبح ہمارے گھر آتا ہے مگر اس سے کتنا عشق اور وابستگی اور وارفتگی کا تعلق ہے کہ ہمارے گھر ہماری والدہ محترمہ اپنے پوتے پوتیوں کے دسیوں چکر دروازے کی طرف لگوا دیتی ہیں کہ دیکھو الفضل نہیں آیا ان کے اس انداز کی وجہ سے میری اہلیہ کو بھی الفضل سے اتنی محبت ہوگئی ہے کہ اب میں نے مجبوراً دو پرچے لگوائے ہوئے ہیں۔ جب دونوں پرچے بلکہ میں یوں کہوں گا باران رحمت جب ہمارے گھر آجاتی ہے۔ دونوں الفضل سے اللہ کے افضال سمیٹنے لگ جاتی ہیں اور علاوہ علم وعرفان کی باتوں کے مریضان کے لئے شفا کی دعائیں اور وفات شدگان کے لئے بلندی درجات کی دعائیں اور نومولودگان کے لئے درازی عمر کی دعائیں مانگنا شروع ہوجاتی ہیں۔ جس طرح آغاز میں میں نے عرض کیا کہ دوسروں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ہمیں علم سکھانے کے منصوبے الفضل کے ذریعے پورے ہو رہے ہیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود نے یہ فرمایا ہوا ہے کہ جس نے میری کتب کو کم ازکم تین بار نہیں پڑھا اس میں تکبر کے اثرات پائے جانے کا اندیشہ ہے۔

بات کرتے کرتے مجھے ایک اور پہلو کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں ایک خدا کی توحید اور دوسرے مخلوق خدا کی ہمدردی۔ الفضل ان دونوں مقاصد کی تکمیل میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ نمازوں اور عبادات کے متعلق احادیث اور ملفوظات کے ساتھ خلفاء سلسلہ اور سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطبات حیرت انگیز بیداری کے سامان پیدا کرتے ہیں ایک اور اہم اور دلچسپ پہلو بیماروں کے لئے صحت وسلامتی کی دعا کے بارے میں ہوتا ہے میرا تو عموماً یہی معمول ہے کہ خاص طور پر ان بیماروں کے لئے دعا کا موقعہ ملتا ہے۔ پھر دیکھیں ساری دنیا میں احمدی جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے ہیں تو کس طرح اللہ تعالیٰ دعا کی قبولیت ظاہر فرما دیتا ہے شفا کے سامان پیدا فرما دیتا ہے اور عزیز و اقارب کے علم میں بھی بذریعہ الفضل آجاتا ہے بلکہ دوسرے جاننے یا نہ جاننے والے اور جسد واحدہ میں پروئے ہوئے احباب تک بھی یہ پیغامات پہنچ جاتے ہیں اور پھر سارے دعاؤں میں لگ جاتے ہیں اور ظاہری لحاظ سے بھی ہمدردانہ پیغامات اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں بہت حد تک تکلیف آسان اور دور ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

مجھے یاد ہے چند سال پیشتر میری خوشدامن صاحبہ کا بائی پاس آپریشن ہوا۔ الفضل میں دعا کا اعلان شائع ہوا۔ محترم وکیل المال صاحب تحریک جدید کا بڑا ہی دعاؤں سے پُر اور شفقت بھرا خط آیا تمام گھر والے اتنے خوش دکھائی دے رہے تھے اور بار بار ہر کوئی خط پڑھتا اور خوش ہوتا کہ خدا نے ہمیں کیسا عظیم الشان نظام دیا ہوا ہے جو ہمارے ساتھ دکھ سکھ میں ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

چند دن پہلے میں نے ایک مخلص جماعتی کارکن کی بچی بعمر 14 سال کے گینگرین سے متاثر پاؤں کے آپریشن کا اعلان بغرض دعا شائع کروایا۔

دو تین دن پہلے میں دفتر میں بیٹھا ہوا ضروری امور نپٹا رہا تھا وہ کارکن ایک چٹ لے کر آئے رقت کے غلبہ کی وجہ سے ان سے بات کرنا مشکل تھی میں نے ذرا توقف کے بعد پوچھا بات کیا ہے آپ کیوں اتنے جذباتی ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا میری بچی کے آپریشن کا اعلان اخبار الفضل میں چھپا۔ ایک دوست نے مجھے تلاش کر کے یہ پیغام بھجوایا ہے کہ آپ مجھ سے فلاں فون نمبر پر رابطہ کریں میں نے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ اعلان پڑھتے ہی میں نے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا مختلف جگہوں پر بہت سارے فون کئے اب ڈرائیور کو تلاش کے لئے بھجوایا پھر دفتر الفضل سے پوچھوایا۔ بہرحال بتانا یہ ہے کہ اس دعائیہ اعلان کو پڑھ کر میں بہت رویا بہت دعا کی مجھے چونکہ خود پاؤں میں یہ عارضہ تھا میں اس تکلیف کو بآسانی سمجھ سکتا تھا کہ تکلیف کیا ہوتی ہے۔ بہرحال میری درخواست ہے کہ آپ فلاں علاج کروائیں اس سے مجھے افاقہ ہوا ابھی آپریشن نہ کروائیں۔ اس کارکن نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا ہم کتنے خوش قسمت لوگ ہیں خدا نے ہمیں خلیفہ وقت کی برکت سے ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔

ہمارے ایک بزرگ جو کہ معروف داعی الی اللہ بھی ہیں اکثر و پیشتر روزنامہ الفضل کی بیان فرمودہ باتوں کے سحر میں گرفتار رہتے ہوئے بڑے مزے لے لے کر ان معرفت اور علم کی باتوں کی جگالی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ایک دن بتانے لگے احادیث ملفوظات اور خطبات مضامین کے علاوہ میں تو تمام اشتہارات تک پڑھتا ہوں گو مجھے اشتہارات سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہوتا مگر میں سمجھتا ہوں عالمگیر جماعت کے عالمی شہرت یافتہ روزنامے میں شائع ہوئے ہیں۔ احترام اور محبت کا تقاضا ہے کہ انہیں بھی پڑھا جائے ان پر بھی نظر ڈالی جائے۔

میرے ایک نہایت ہی عزیز دوست نے الفضل ہی کے مطالعے کے سلسلہ میں بات آگے بڑھاتے ہوئے بیان کیا کہ میری والدہ محترمہ تو روزنامہ الفضل کی اتنی دیوانی ہیں کہ الفضل جب تک گھر نہ جائے ان کو عجیب بے چینی طاری رہتی ہے جب الفضل آجائے تو وارفتگی اور ایک گونہ بے خودی کی کیفیت میں اسے آغاز سے پڑھنا شروع کر دیتی ہیں اور اختتام تک پہنچے بغیر نہیں چھوڑتیں اور جس دن اخبار نہ ملے اس دن ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے یوں لگتا ہے جیسے ان کی کوئی پسندیدہ چیز ہے مگر کہیں رکھ کر بھول گئی ہیں اور اُسے ڈھونڈ بھی رہی ہیں اور اُداس اور پریشان بھی ہیں۔ یہ حالت تقریباً اس وقت تک طاری رہتی ہے جب تک اگلے دن کا اخبار کا پرچہ ان کے پاس نہیں آجاتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں الفضل کے مطالعہ کرنے اور دوسروں کو اس کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احباب جماعت اور الفضل

الفضل سے احباب کی محبت اور لگاؤ کی مثالیں

الفضل سے استفادہ

مکرم محمد ہارون شہزاد صاحب مربی سلسلہ تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار آجکل فیض آباد۔ میرپور خاص میں خدمت دین کی توفیق پا رہا ہے۔ استفادہ الفضل کے متعلق عرض خدمت ہے کہ الفضل کا میں روز مطالعہ کرتا ہوں جب کلاس لینے کے لئے حلقہ میں جاتا ہوں تو وہ الفضل وہاں پر رکھ دیتا ہوں اور جو الفضل ان کے پاس موجود ہوتی ہے وہ ان سے لے کر ایک اور جگہ حلقہ میں دیتا ہوں اور جو الفضل ان کے پاس پہلے دن کی ہوتی ہے وہ ان سے لے کر ایک اور گھر میں بھجواتا ہوں۔

اس طرح الفضل سے میرے علاوہ اور بھی کئی دوست فائدہ اٹھاتے ہیں۔

''الفضل'' کی برکت سے

مکرم صوفی محمد اکرم صاحب کراچی سے لکھتے ہیں۔

مورخہ 18 جون 2007ء کا الفضل کا شمارہ بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ جس کو دیکھنے سے یہ بات بھی علم میں آئی کہ الفضل کا آغاز بھی اسی تاریخ کو 1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا تھا۔ کراچی میں اخبار الفضل بذریعہ ڈاک عموماً 4 تا 5 یوم میں مل جاتا ہے۔ بہرحال شکر ہے کہ مل جاتا ہے۔ اہل لاہور کی خوش قسمتی ہے کہ کسی بھی ہاکر سے تازہ الفضل روزانہ مل جاتا ہے۔

یہ 1970ء کی بات ہے جب خاکسار کی تعیناتی لاہور تھی۔ محکمہ محنت کا بڑا دفتر تو اپر مال پر نہر کے پل کے ساتھ تھا جبکہ ہمارے شعبہ کا دفتر 4-5 کوٹھیاں آگے تھا۔ میں نے بڑے دفتر میں اخبار دینے والے ہاکر سے کہا کہ مجھے الفضل دے جایا کرو پہلے تو اس نے کہا کہ الفضل صرف ایک اتنی دور جا کر دینا مشکل ہے کیونکہ ہمیں ایک الفضل پر صرف ایک ٹیڈی پیسہ کمیشن ملتی ہے۔ ہاکر ادھیڑ عمر کا شریف انسان تھا۔ میں نے کہا الفضل شروع کرو اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ اس نے وعدہ کیا اور دوسرے روز سے مجھے الفضل میرے دفتر میں آکر دینا شروع کر دیا۔

یہ واقعہ 1970ء والے الیکشن سے پہلے کا ہے۔ دفتر میں بھٹو صاحب کے چاہنے والے بہت تھے انہوں نے اسی ہاکر سے روزنامہ مساوات پہلے لگوائی اور پھر روزنامہ آزاد اور پھر ہفت روزہ شباب بھی لگوا لیا۔ کچھ دوسرے حضرات نے روزنامہ نوائے وقت۔ ندائے ملت اور مشرق اخبار لگوا لیا۔ تھوڑے دنوں بعد دفتر کا سرکاری اخبار پاکستان ٹائمز بھی شروع ہوگیا۔ یہ تمام اخبارات دفتر شروع ہونے سے پہلے آجاتے اور سب سے پہلے ہمارے دفتر کے ہیڈ کو جناب ایس۔ اے نقوی صاحب (M.B.E) (یحییٰ خان کے کزن) کے پاس جاتے اور تمام دفتر میں گھوم گھما کر 11 بجے ہمارے پاس پہنچتے اور الفضل پر بھی نقوی صاحب کے دستخط ہوتے یعنی وہ بھی اس کو دیکھتے ضرور تھے۔

میں نے پھر ایک دن ہاکر سے بات کی۔ بتاؤ کہ اب کیا حال ہے۔ بہت خوش تھا۔ مجھے کبھی الفضل کا بل نہ پوچھتا اور میں جب بھی پیسے دیتا کہتا رہنے دیں۔ یہ سب کچھ الفضل کی برکت سے ہی ہے۔

واقعی الفضل کی برکات کئی رنگ میں ہم تک پہنچتی ہیں۔ الحمدللہ

عید کا تحفہ

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نارووال کو الفضل کے مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ شادی سے پہلے کم آمدنی کی وجہ سے الفضل دوسرے احمدی گھروں سے منگوا کر پڑھتی تھیں۔ جب آپ کا نکاح ہوا اور شوہر نے پہلی عید پر پسند کا تحفہ پوچھا تو انہوں نے الفضل لگوانے کی فرمائش کی۔ ان کے خاوند بھی نہایت عالم اور علم دوست تھے۔ انہوں نے آپ کے شوق کو ہوا دی اور ہمیشہ مطالعے کے لئے لٹریچر مہیا کیا۔

(ماہنامہ مصباح مارچ 2005ء ص48)

دین سے لگاؤ کا ثبوت

مکرم رشید الدین صاحب اپنے والد چوہدری جلال الدین صاحب کے متعلق لکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق رشتہ طے کرتے وقت دینی پہلو کو ترجیح دیتے۔ ہمارے بہنوئی چوہدری محمد اعظم صاحب (سابق ایم پی اے سمبڑیال کی طرف سے جب پیغام آیا تو ان کی دعوت پر محترم والد صاحب ان کے گاؤں چک 121 شمالی ضلع سرگودھا گئے (ان کی ان دنوں رہائش وہاں تھی۔) فرماتے تھے کہ جب میں نے دیکھا کہ روزنامہ الفضل ان کے نام آرہا ہے تو میں نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ یہ رشتہ ضرور کرنا ہے کیونکہ یہ دین اور سلسلہ احمدیہ سے لگاؤ کا ایک واضح ثبوت تھا۔

(میرے والد ص58)

مسابقت الی الخیرات

❁ تحریک جدید کے سال کا اختتام اگرچہ ماہ اکتوبر میں ہوتا ہے۔ لیکن تحریک جدید کے مخصوص حالات اور عالمگیر ذمہ داریاں پیش نظر رکھتے ہوئے اس تحریک کے مقدس بانی نے تحریک جدید کی مالی قربانی سے عہدہ برآ ہونے میں سبقت کو پسند فرمایا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود کے ارشادات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

''یاد رکھو نیکی جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ آخر میں دیں گے، بعض اوقات وہ دے ہی نہیں سکتے۔ بعض نے مجھے خطوط لکھے ہیں کہ ہم نے خیال کیا تھا کہ بعد میں دے دیں گے۔ مگر بدبختی سے ملازمت جاتی رہی یا آمد کے دوسرے ذرائع بند ہوگئے۔ پس یہ مت خیال کرو کہ سال کے آخر تک دے دیں گے جو لوگ آخر وقت نماز ادا کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ بھول بھی جاتے ہیں پس پہلے دینے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے''۔

(خطبات محمود جلد 16 ص754)

اندریں صورت مخلصین جماعت سے درخواست ہے کہ وہ حضور کے ارشاد مذکورہ بالا کے پیش نظر اپنی موعودہ قربانی کو پیش کرنا سال کے آخر تک مؤخر نہ رکھیں بلکہ اولین موقع پر اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں اور سبقت کے ثواب سے بہرہ ور ہوں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

سانحہ ارتحال

❁ مکرم چوہدری کامران احمد کاہلوں صاحب کارکن خدام الاحمدیہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ فرخندہ شریف صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب پی ای سی ایچ سوسائٹی بلاک 6 کراچی مورخہ 27 مئی 2008ء کو 78 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وفات پاگئی ہیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی دن بعد نماز ظہر بیت الذکر محمود آباد کراچی میں محترم ملک طاہر احمد صاحب نے پڑھائی اور باغ احمد کراچی میں تدفین ہوئی قبر تیار ہونے پر خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں خاوند کے علاوہ 4 بیٹے اور 2 بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ میری والدہ ایک باہمت نیک ماں ہونے کے ساتھ پنجگانہ نماز کی عادی اور ایک دعا گو خاتون تھی۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور سوگواران کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ بشریٰ کریم صاحبہ ترکہ مکرم محمد عبدالکریم صاحب ولد ڈاکٹر عبدالرشید صاحب)

❁ مکرمہ بشریٰ کریم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے شوہر مکرم محمد عبدالکریم صاحب بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 16/2 محلہ دارالعلوم غربی ربوہ برقبہ ایک کنال الاٹ ہے۔ یہ قطعہ مرحوم کے ورثاء میں بحصص شرعی تقسیم کر دیا جائے۔

جملہ ورثاء کی تفصیل

(1) مکرمہ بشریٰ کریم صاحبہ (بیوہ)
(2) مکرمہ درثمین محمود صاحبہ (بیٹی)
(3) مکرمہ عمرانہ محمود صاحبہ (بیٹی)
(4) مکرم محمد عمران کریم صاحب (بیٹا)
(5) مکرم محمد کریم صاحب (بیٹا)
(6) مکرمہ فرزانہ طاہر صاحبہ (بیٹی)
(7) مکرم محمد سلیمان کریم صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

شاہراہ ریشم

زمانہ قدیم میں بعض شاہراہیں کسی اہم تجارتی جنس کی بنا پر خاص شہرت پا گئی تھیں۔ ان میں سے ایک شاہراہ ریشم بھی تھی جو چین سے بحیرۂ روم تک جاتی تھی، اگرچہ اس راستہ سے چین کی بہت سی اجناس بحیرۂ روم تک پہنچتی تھیں مثلاً جواہرات اور ادویات وغیرہ، لیکن ان میں سے خاص جنس ریشم ہی تھی جس کا مرکز ابتدائی زمانے میں فقط چین تھا اور اسی حوالے سے یہ شاہراہ، شاہراہ ریشم کہلاتی تھی۔ دوسری صدی عیسوی میں یہ شاہراہ بند ہوگئی اور چین کا سامان تجارت بحری راستے سے خلیج فارس تک پہنچنے لگا۔

3 مئی 1962ء کو پاکستان اور چین کے درمیان ایک عارضی معاہدہ ہوا جس کی رو سے شاہراہ ریشم کا وہ حصہ بحال ہوگیا جو پاکستان کی شمالی سرحد تک آتا تھا۔ یوں اس قدیم شاہراہ تجارت پر ایک مرتبہ پھر تجارت اور آمد و رفت کا آغاز ہوگیا۔

اسی دوران پاکستان اور چین کی حکومتوں نے اس قدیم شاہراہ کی از سر نو تعمیر کا آغاز کیا۔ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے 62 میل کے فاصلے پر واقع حویلیاں کا مقام اس شاہراہ کا نقطہ آغاز ٹھہرا۔ اس شاہراہ کی تعمیر میں پاکستانی فوج کے انجینئرز اور چینی ماہرین نے ایک دوسرے کے دوش بدوش کام کیا۔ پاک فضائیہ نے بھی اس تعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔ کام کرنے والے کارکنوں کی کل تعداد تقریباً 25 ہزار تھی۔ جن میں سے 15 ہزار کارکن پاکستان سے اور 10 ہزار کارکن چین سے تعلق رکھتے تھے۔

کوئی پانچ سو میل (یا 804.67 کلومیٹر) طویل یہ عظیم شاہراہ، جسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ کہا جاسکتا ہے۔ 1978ء میں مکمل ہوئی۔ یہ شاہراہ راولپنڈی، اسلام آباد کو ایبٹ آباد، مانسہرہ، تھاکوٹ، بشام، پٹن، سازن چیلاس، گلگت اور ہنزہ کے راستے درہ خنجراب سے ملاتی ہے۔ سطح سمندر سے 15100 فٹ (4602.48 میٹر) بلند ہے اس درہ کے دوسری جانب چینی صوبہ سنکیانگ ہے۔ اس عظیم شاہراہ کا افتتاح 18 جون 1978ء کو ہوا تھا۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے پھوپھا جان محترم پروفیسر سعود احمد خان صاحب واقف زندگی سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کو 15 جون کی صبح دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بچایا ہے۔ اس وقت طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے شعبہ انتہائی نگہداشت میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے آپ کی کامل صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرم طاہر احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب شکور پارک ربوہ کی مورخہ 16 جون 2008ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں اینجیو پلاسٹی ہوئی ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

نمایاں اعزاز

(مریم پرائمری سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مریم پرائمری سکول گھٹیالیاں کے مندرجہ ذیل تین بچوں اور تین بچیوں نے سیشن 06-2005ء میں جماعت پنجم کے بورڈ کے امتحان میں بہترین کارکردگی پر حکومت پاکستان کی طرف سے 28 ہزار روپے کے وظائف حاصل کئے ہیں جو کہ فی طالب علم تقریباً 4700 روپے بنتے ہیں۔

1۔ درشہوار بنت مکرم امانت علی محسن صاحب گھٹیالیاں کلاں
2۔ زینب مبارک بنت مکرم مبارک احمد صاحب گھٹیالیاں خورد
3۔ فضیلہ ارشد بنت مکرم ارشد سعید صاحب داتا زیدکا
4۔ صارم شکیل ولد مکرم شکیل احمد صاحب چوک داتا زیدکا
5۔ رمیض احمد ولد مکرم نصیر احمد صاحب گھٹیالیاں کلاں
6۔ خرم شہزاد ولد مکرم ذوالفقار احمد صاحب چوک داتا زیدکا

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بچوں اور ادارہ کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور مزید ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

(ہیڈ مسٹریس مریم پرائمری سکول گھٹیالیاں)

خبریں

پنجاب کا 3 کھرب 89 ارب روپے کا مالی بجٹ پیش

مالی سال 09-2008ء کیلئے پنجاب کا 3 کھرب 89 ارب 96 کروڑ روپے کا مالی بجٹ پیش کردیا گیا۔ بجٹ میں 160 ارب روپے ترقیاتی پروگرام کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ بجٹ صوبائی وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ نے پیش کیا۔ جس میں امیر طبقے کیلئے ٹیکسوں میں دی گئی مراعات ختم کرنے کا اور گرین ٹریکٹر سکیم دوبارہ شروع کرنے اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں 20 فیصد اضافہ کا اعلان کیا گیا۔ بجٹ میں غریبوں کو اشیاء خورونوش کی فراہمی اور مفت علاج کی سہولتوں کے لئے 13 ارب روپے کی سبسڈی بھی رکھی گئی ہے جبکہ غربت میں کمی کے پروگرام کیلئے 17 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اے پی پی کے مطابق پنجاب حکومت کی طرف سے پانچ مرلہ تک کے مکانات پر ٹیکس کی چھوٹ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت نے درآمد ہونے والی بڑی گاڑیوں پر لگژری ٹیکس اور گھڑ دوڑ پر انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی میں اضافہ کردیا گیا۔ سیلز ٹیکس کی شرح 15 فیصد سے بڑھا کر 16 فیصد کردی گئی۔ بجٹ میں کسانوں کو 60 ہزار ایکڑ کا سرکاری زمینیں لیز پر دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔

تعلیمی اداروں میں سیلف فنانس سکیم ختم

وزیر خزانہ پنجاب نے کہا ہے کہ نئے تعلیمی سال سے صوبہ بھر کے تمام تعلیمی اداروں میں سیلف فنانس سکیم ختم کردی گئی ہے اور آئندہ سے تمام کالجز، یونیورسٹیز اور پروفیشنلز اداروں میں طلبہ وطالبات کو داخلے اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر اوپن میرٹ پر ملیں گے تاکہ کسی ذہین و غریب طالب علم کا حق غصب نہ ہوسکے۔ انہوں نے کہا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سب سے زیادہ 30 ارب روپے کی رقم تعلیم کے شعبہ پر خرچ کی جائے گی۔

53 ارب 26 کروڑ کا ضمنی بجٹ بھی پیش کردیا گیا

پنجاب کے وزیر خزانہ نے اگلے مالی سال 09-2008ء کے سالانہ بجٹ کے ساتھ رواں مالی سال 08-2007 کا 53 ارب 26 کروڑ 89 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ بھی پیش کیا۔ یہ رقم مختلف محکموں نے سالانہ بجٹ میں منظور شدہ اخراجات کے علاوہ خرچ کی ہے۔ ضمنی بجٹ کے مطابق سب سے زیادہ اخراجات آٹے اور گندم کی قیمتوں میں اضافے کے باعث ہوئے۔

سرکاری تقریبات محدود، ضیافتوں میں صرف ون ڈش ہوگی

وزیر خزانہ پنجاب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ ہماری حکومت نے ذمہ داریاں سنبھالتے ہی کفایت شعاری کو سختی سے اپنایا ہے۔ تمام غیر ضروری سرکاری ضیافتوں اور تقریبات کو محدود کردیا گیا ہے۔ جہاں کسی سرکاری میٹنگ یا تقریب میں کھانا اشد ضروری ہوگا وہاں صرف ون ڈش کا اہتمام کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ تمام سرکاری محکموں کے لئے نئی گاڑیوں کی خرید پر مکمل پابندی لگادی گئی ہے اس کے علاوہ فرنیچر، دیگر ساز وسامان ائیر کنڈیشنر اور پر تعیش اشیاء وغیرہ پر بھی پابندی رہے گی۔

ربوہ میں طلوع وغروب 18 جون	
طلوع فجر	4:20
طلوع آفتاب	6:00
زوال آفتاب	1:10
غروب آفتاب	8:19

افغان سفیر کی دفتر خارجہ طلبی

پاکستان نے افغانستان کے سفیر کو وزارت خارجہ طلب کر کے افغان صدر حامد کرزئی کے اس بیان پر شدید احتجاج کیا ہے جس میں انہوں نے شدت پسندوں کے خلاف کارروائی کے لئے افغان فوج کو پاکستان بھیجنے کی دھمکی دی تھی۔ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے واضح کیا ہے کہ پاکستان اپنی خود مختاری کا بھرپور دفاع کرے گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ افغانستان غیر سنجیدہ دھمکی آمیز بیانات جاری کرنے سے اجتناب کرے۔

تبدیلی نام

مکرم عبدالفاروق صاحب قیوم میڈیکل سٹور گولبازار ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میں نے اپنا نام شاہد فاروق سے تبدیل کر کے عبدالفاروق رکھ لیا ہے۔ اسی طرح میری اہلیہ نے بھی اپنا نام شگفتہ پروین سے تبدیل کر کے شگفتہ فاروق رکھ لیا ہے۔ لہٰذا آئندہ ہم کو انہی ناموں سے لکھا اور پکارا جائے۔

گردوں کی پتھری، دردانفیکشن — FB کڈنی ڈراپس قیمت -/65
گردوں کی صفائی سوجن پتھری کیلئے — FB رینی کیئر سیرپ قیمت -/150
معدے کی جلن سوزش دردالسر کیلئے — FB سٹومک السر گولیاں قیمت -/40
ایف بی ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
طارق مارکیٹ
فون: 047-6212750

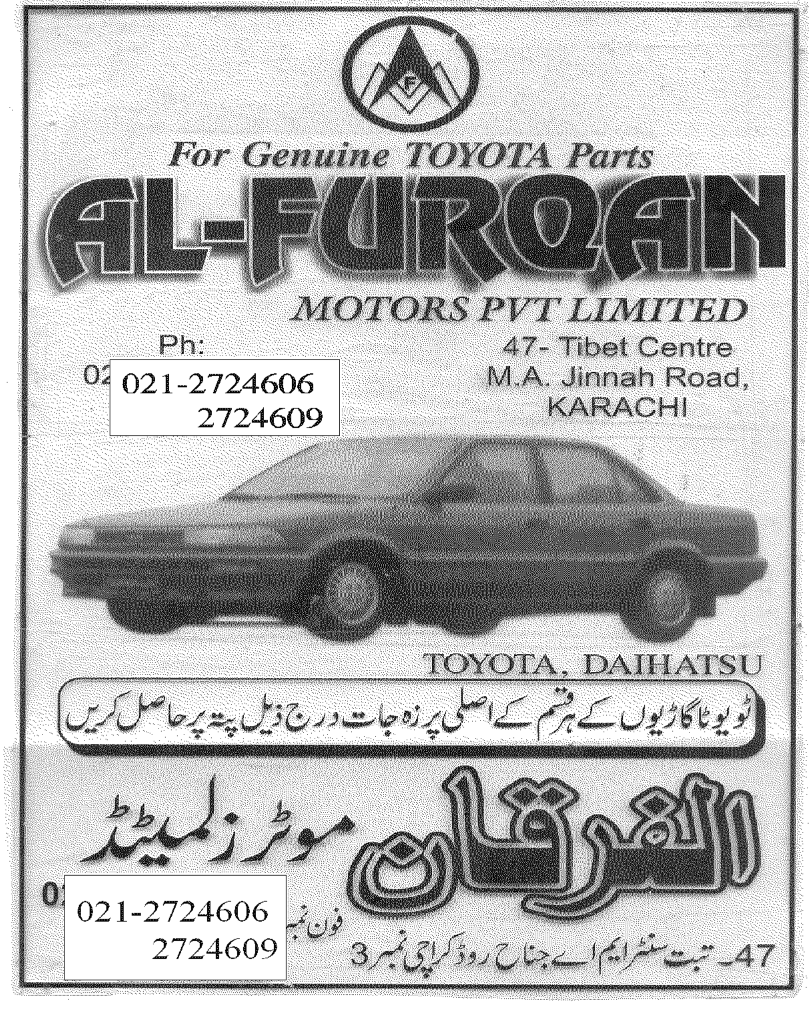

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
فی ڈبی 60 روپے
کورس 3 ڈبیاں
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

SUZUKI
MINI MOTORS
Authorised Dealer:
PAK SUZUKI MOTOR CO.LTD
54-Industrial Areal, Gulberg III, Lahore
Tel.:5873197-5873384-5712119 Fax:5713689

FD-10